

شرح العلامة الزرقانی علی المواهب اللدنیة

(مباحث فقہیہ کا تجزیاتی مطالعہ)

حافظ محمد نعیم*

ادبیات اسلامی میں مختلف علوم و فنون کے حوالے سے تلخیص و تہذیب اور شرح و حاشیہ کی روایت نہ صرف بہت پرانی اور پختہ ہے بلکہ بعض تلخیصات و تعلیقات اور شروح و حواشی تو اپنی متعلقہ امہات یا اصل سے بھی زیادہ معروف ہوئیں اور توجہ کا مرکز ٹھہریں (۱) سیرت نگاری کی تاریخ میں بھی اس قسم کی روایت موجود ہے تیسری صدی ہجری رنویں صدی عیسوی کے بعد بہت عظیم الشان کتب سیرت لکھی گئیں اور ان کی شروح و حواشی بھی مرتب ہوئے اور ان میں سے بعض معلومات کی کثرت و جامعیت اور تشریح و تعبیر کی معنویت و ندرت کے سبب اپنی جگہ خود کلاسیکی بن گئیں جیسے ابن ہشام کی سیرت کی شرح سہیلی۔ الروض الانف۔ جواب شرح کے مقام سے بلند ہو کر ایک بنیادی ماخذ سیرت بن گئی ہے اور اسی حیثیت سے اب اس کا مقام متعین کیا جاتا ہے۔ (۲) شرح سہیلی کے بعد جس شرح سیرت کو مقبولیت نصیب ہوئی وہ شرح العلامة الزرقانی علی المواهب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ ہے۔ المواهب اللدنیہ کا شمار اہم اور جامع کتب سیرت میں ہوتا ہے جس میں آپ ﷺ کی سیرت، خصائص و شمائل، اخلاق، معجزات اور عبادات میں آپ ﷺ کا اسوۂ حسنہ سمیت سیرت کے تمام گوشوں کو احاطہ تحریر میں لایا گیا ہے اسی لیے اس کتاب کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ”لیس له نظیر“ فی بابہ (۳)

شرح العلامة الزرقانی کے مؤلف ابو عبد اللہ شہاب الدین عبد الباقی بن یوسف بن احمد بن علوان الازہری، المصری الوفائی الزرقانی المالکی مصر میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش پائی۔ مصر میں منوف کی بستی زرقان کی طرف نسبت سے زرقانی کہلائے۔ اپنے والد سمیت جلیل القدر اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیے۔ محدث، فقیہ، اصولی اور بلند مرتبہ سیرت نگار تھے۔ مالکی فقہ کی طرف رجحان رکھتے تھے ان کے علم و فضل اور رسوخ علم کی بنیاد پر ان کو ”مرجع المالکیہ“ قرار دیا جاتا ہے۔ کئی کتب کے مصنف ہیں ان کا زیادہ کام ایک شارح کی حیثیت سے ہے ان کی شروح میں سے شرح مؤطا امام مالک، شرح علی مختصر الخلیل، شرح المنظومۃ البیوقنیۃ اور شرح علی المواهب

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، جی۔سی۔ یونیورسٹی لاہور، پاکستان۔

الدینیہ بالمخ الحمدیہ خاص اہمیت کی حامل ہیں۔ (۴) شرح العلامة الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ بالمخ الحمدیہ امام زرقانی کی ایک بلند پایہ، جامع اور محققانہ شرح ہے اور ایک شرح ہونے کے ساتھ ایک مستقل کتاب سیرت کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔

اس شرح سیرت سے قبل دس صدیوں پر مشتمل سرمایہ سیرت کے دامن میں بہت سے جواہر پارے موجود تھے لیکن شرح العلامة الزرقانی اپنی جامعیت، ندرت اور کثرت معلومات کی بنیاد پر لوگوں کی توجہ اور استفادہ کا مرکز بنی اور اپنے سے پہلے موجود جلیل القدر اور بلند پایہ کتب سیرت کے باوجود اپنا آپ منوایا۔ اس شرح کا اصل نام ”إشراق مصابيح السير المحمدية بمزج سرار المواهب اللدنية“ ہے (۵) المواہب اللدنیۃ سیرت اور مباحث سیرت کے حوالے سے خود ایک بلند پایہ تصنیف ہے اور امام قسطلانی (۹۲۳ھ) کے علم و فضل کا نچوڑ ہے لیکن علامہ زرقانی کی شرح نے اس کی اہمیت و فضیلت کو مزید اجاگر کیا ہے اور اس میں چھپے ہوئے اسرار کو زیادہ وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے امام زرقانی نے المواہب اللدنیۃ کے متن کو سامنے رکھتے ہوئے لغوی، نحوی، کلامی، فقہی اور اصولی تشریحات کی ہیں، (۶) امام قسطلانی کے مصادر و مراجع کی نشاندہی کی ہے، مؤلفین مصادر کا تعارف دیا ہے، کسی ایک موضوع سے متعلق تمام روایات کو نہ صرف اکٹھا کر دیا ہے بلکہ ان کی استنادی حیثیت بھی واضح کر دی ہے، بعض مقامات پر امام قسطلانی کی غلطیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے تصحیح بھی کی ہے، متن میں پیدا ہونے والے (مؤلفین اور کتب کے ناموں میں) اشتباہ کو رفع کیا ہے، موضوع و ضعیف روایات کی وضاحت کی ہے۔ شرح العلامة الزرقانی کی انہی خصوصیات کی بناء پر ذخیرہ کتب سیرت اور شروحات کتب سیرت میں اس شرح کو امام سیہیلی کی ”الروض الانف“ کے بعد بلند مقام حاصل ہے۔ (۷)

شرح العلامة الزرقانی اور مباحث فقہیہ

شرح العلامة الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ اگرچہ فقہ کی کتاب نہیں بلکہ شرح کتاب سیرت (المواہب اللدنیۃ) ہے لیکن اس کے باوجود اس میں بہت سے فقہی مباحث جا بجا نظر آتے ہیں جس کی ایک بنیادی وجہ تو امام قسطلانی کا المواہب اللدنیۃ میں اختیار کردہ منہج سیرت نگاری ہے، جس میں امام قسطلانی نے تخص و افعات سیرت کے بیان پر اکتفا نہیں کیا بلکہ وقائع سیرت کے ضمن میں بہت سے فقہی احکام، لطیف نکات اور عمدہ بصائر و حکم کا بھی استنباط کیا ہے۔ صاحب المواہب اللدنیۃ نے واقعات سیرت کی زمانی ترتیب کے بیان میں بھی اس اسلوب کو اختیار کیا ہے اور اس کے علاوہ آپ ﷺ کی عبادات، شمائل و خصائص، اخلاق و اوصاف، لباس و طعام اور سیرت کے دیگر پہلوؤں سے استنباط احکام کرتے نظر آتے ہیں۔ واقعات سیرت سے استنباط احکام و عبرت بنیادی طور پر (جدید

اصطلاح میں) فقہ السیرۃ کہلاتا ہے۔ امام قسطلانی سے قبل کی سیرت نگاری (جوامع السیرۃ از ابن حزم (۴۵۶ھ)، الدرر فی اختصار المغازی والسیر، از ابن عبد البر (۴۶۳ھ)، الروض الانف از امام سیبکی (۵۸۱ھ)، عیون الاثر فی فنون المغازی والشمالی والسیر از ابن سید الناس (۷۳۴ھ)، زاد المعاد از ابن قیم (۷۵۱ھ)، السیرۃ النبویۃ لابن کثیر (۷۷۴ھ)، امتاع الاسماع از علامہ مقریزی (۸۴۵ھ)، بھجۃ الحافل از ابوبکر العامری (۸۹۳ھ) میں بھی اس اسلوب و منہج کو واضح انداز میں اختیار کیا گیا ہے جبکہ المواهب اللدنیہ سے بعد کی سیرت نگاری (سبل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد از علامہ محمد بن یوسف الشامی (۹۴۲ھ)، السیرۃ الحلبیہ از امام حلبی (۱۰۴۴ھ)، شرح العلامة الزرقانی از علامہ زرقانی (۱۱۲۲ھ)، مختصر سیرۃ الرسول از محمد بن عبد الوہاب (۱۲۰۶ھ)، مختصر سیرۃ الرسول از عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب (۱۲۴۴ھ) اور السیرۃ النبویۃ از احمد بن زینی دحلان (۱۳۰۴ھ) میں بھی اس کے نمایاں آثار پائے جاتے ہیں۔ امام زرقانی نے بھی اس اسلوب کی پیروی کرتے ہوئے اسے آگے بڑھایا ہے۔

فقہی مباحث کے حوالے سے اگر کتاب پر نظر ڈالی جائے تو اس میں فقہی موضوعات پر بحث کا کافی ذخیرہ موجود ہے جن کو بنیادی طور پر دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

- (۱) المواهب اللدنیہ کے مباحث فقہیہ کی مزید توضیح و شرح۔
- (۲) ذاتی حیثیت میں واقعات سیرت سے اخذ کردہ احکام و مسائل۔

(۱) المواهب اللدنیہ کے مباحث فقہیہ کی مزید توضیح و شرح

امام قسطلانی نے المواهب اللدنیہ میں واقعات سیرت کے تذکرہ میں جن فقہی احکام کے حوالے سے بحث کی ہے (۸) علامہ زرقانی نے ان پر عالمانہ انداز میں بحث کرتے ہوئے امام قسطلانی کی مباحث پر اضافہ کیا ہے اور امام قسطلانی کی پیش کردہ فقہاء کی آرا کے علاوہ دیگر فقہاء کی آراء، فقہاء کے دلائل اور مسائل فقہ میں فقہاء کے مصادر و مراجع کی نشاندہی کی ہے ذیل میں چند امثلہ کے ذریعہ وضاحت کی جاتی ہے۔

- ۱۔ بدر کے قیدیوں کے حوالے سے امام قسطلانی نے لکھا ہے کہ جمہور کے ہاں قیدیوں کے حوالے سے امام کو اختیار حاصل ہے کہ اگر چاہے تو قیدیوں کو قتل کر دے جس طرح کہ آپ ﷺ نے بنو قریظہ کے ساتھ کیا، اگر چاہے تو مالی فدیہ لے لے جس طرح کہ بدر کے قیدیوں کے ساتھ کیا گیا اور چاہے تو غلام بنالے، یہ امام شافعی اور علماء کے ایک گروہ کا مسلک ہے۔ (۹) علامہ زرقانی نے اس بحث کو واضح کرتے ہوئے اور آگے بڑھاتے ہوئے لکھا ہے کہ (مندرجہ بالا چیزوں کے علاوہ) اگر امام چاہے تو بغیر کچھ لیے چھوڑ دے، جیسا کہ آپ ﷺ نے بدر کے بعض قیدیوں کے ساتھ کیا مثلاً ابوالعاص بن ربحؓ کے معاملے میں، جو کہ حضرت زینب بنت رسول اللہ ﷺ کے شوہر تھے۔ حضرت

نہیب نے ان کی رہائی کے لیے وہ ہار بھیجا جو ان کی شادی کے موقع پر حضرت خدیجہؓ نے دیا تھا، جب آپ ﷺ نے وہ ہار دیکھا تو حضور ﷺ پر شدید رقت طاری ہو گئی آپ ﷺ نے اپنے اصحابؓ سے فرمایا ”اگر تمہاری رائے ہو تو نہیبؓ کا قیدی آزاد کرو اور فدیہ (ہار) بھی واپس کر دو“ صحابہؓ نے عرض کی ضرور یا رسول اللہ! پس انہوں نے ابوالعاصؓ کو آزاد کر دیا اور ہار بھی واپس لوٹا دیا۔ اسی طرح مطلب بن حطبؓ پر احسان کیا گیا وہ ابوالعاصؓ کی طرح مسلمان ہو گئے۔ علاوہ ازیں صفی بن ابی رقاعہ، ابو عزہ الجعفی وغیرہ (پر احسان کیا گیا اور بغیر فدیہ لیے چھوڑ دیا گیا) ابو عزہ الجعفی سے یہ وعدہ لیا گیا کہ آئندہ کبھی مسلمانوں کے خلاف تعاون نہیں کرے گا اور نہ ہی لڑنے آئے گا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا (اور غزوہ احد میں دوبارہ مسلمانوں کے ساتھ لڑنے کے لیے آیا اور پھر قیدی بنا اس دفعہ نبی کریم ﷺ کے حکم سے اسے قتل کر دیا گیا) امام زرقانی نے ابو عبیدہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ غزوہ بدر کے بعد مال کو بطور فدیہ نہیں لیا گیا اس کے بعد یا تو احسان کر کے چھوڑ دیا گیا یا قیدیوں کے بدلے میں قیدیوں کو رہا کیا گیا اسی بحث میں علامہ زرقانی نے امام سہیلی کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے حوالے سے ہے کہ ”تريدون عرض الدنيا“ (۱۰) یعنی مال بطور فدیہ لینا، اگرچہ فدیہ لینے کو جائز اور حلال قرار دیا گیا تھا لیکن رسول اللہ ﷺ نے غزوہ بدر کے بعد ایسا نہیں کیا (اس کے بعد) رسول اللہ ﷺ نے یا تو قیدیوں کو بطور احسان آزاد کر دیا یا اپنے قیدیوں کے بدلے رہا کیا اور یہ فدیہ لینے سے زیادہ افضل تھا کیا آپ اللہ تعالیٰ کے اس قول کی طرف نہیں دیکھتے ”فاماننا بعدوا ما فداء“ (۱۱) اس (آیت) میں احسان کو فدیہ لینے پر مقدم کیا گیا ہے اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے اسی کو ترجیح دیتے ہوئے اختیار فرمایا (۱۲)

۲۔ غزوہ احد میں نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو مطلع کیا کہ فرشتے حضرت حظلہؓ کو (جو کہ وقت شہادت حالت جنابت میں تھے) غسل دے رہے ہیں، اس روایت کو نقل کرنے کے بعد امام قسطلانی نے لکھا ہے کہ بعض علماء نے اس سے استدلال کیا ہے کہ جنبی شہید کو غسل دیا جائے گا۔ (۱۳) علامہ زرقانی اس کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ استدلال حنا بلہ نے کیا ہے جبکہ جمہور نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ حضرت حظلہؓ کو ملائکہ کا غسل دینا ان کے اکرام کے لیے تھا اور اس کا تعلق امور آخرت میں سے تھا اس کو جنبی شہید کو غسل دینے پر قیاس نہیں کیا جاسکتا اور یہ نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں کہ آپ ﷺ نے (کبھی کسی غزوہ میں) کسی جنبی شہید کے غسل کا حکم دیا ہو۔ (۱۴) ☆

۳۔ غزوہ خیبر کے تذکرہ میں امام قسطلانی نے لکھا ہے کہ خیبر کے مال غنیمت میں سے حضرت صفیہؓ کو آپ ﷺ نے پہلے حضرت دحیہ کلبیؓ کو عطا فرمایا پھر صحابہ کرامؓ کے مشورے سے مصلحت کے تقاضے کے تحت انہیں اپنے لیے خاص کر لیا اور پھر خود آپ ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا اور یہ (واپس لینا) ہبہ کی واپسی نہیں (۱۵) امام زرقانی

(ولیس ذلك من الرجوع فی الهبة فی شیء) کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس کی بنیاد یہ ہے کہ یہ ہبہ تقسیم سے قبل تھا اور اس میں ملکیت موجود ہی نہیں تھی کہ اس پر ہبہ کا اطلاق ہوتا (۱۶)

۴۔ حج صدیق اکبر کے ضمن میں آیت انما المشرکون نجس (۱۷) کے حوالے سے امام قسطلانی نے جمہور کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مشرکین بدن اور ذات کے نجس نہیں کیونکہ اگر ان کے جسم کتے اور خنزیر کی طرح ناپاک ہوتے تو اسلام لانے سے وہ پاک نہ ہو سکتے اور ان کے لیے مسجد حرام کی طرح دیگر مساجد میں داخل ہونے کی کلی ممانعت ہوتی (۱۸) امام زرقانی اس کی وضاحت میں فرماتے ہیں کہ ائمہ میں اس حوالے سے اختلاف ہے۔ امام شافعیؒ نے آیت کے ظاہر سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ مشرکین کو (مسجد الحرام کے علاوہ) تمام مساجد میں داخل ہونے سے منع نہیں کیا جائے گا امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مشرک کی تخصیص کرتے ہوئے کتابی کو مسجد حرام میں داخل ہونے سے منع نہیں کیا جائے گا جبکہ امام ابوحنیفہؒ سے مشرک کے مسجد حرام میں داخلے کی اجازت بھی مروی ہے نیز اس نہی سے مراد حج و عمرہ کرنے کی ممانعت ہے محض مسجد حرام میں داخل ہونے کی ممانعت نہیں۔ (۱۹)

۲ ذاتی حیثیت میں واقعات سیرت سے اخذ کردہ احکام و مسائل

علامہ زرقانی نے ان تمام مباحث فقہیہ پر تو بحث کی ہی ہے جن کو امام قسطلانی زیر بحث لائے ہیں لیکن علامہ زرقانی نے بہت سی ایسی بحثیں بھی چھیڑی ہیں جن کی طرف المواہب اللدنیہ میں کوئی اشارہ نہیں کیا گیا صرف واقعات سیرت کا تذکرہ ہے لیکن امام زرقانی نے واقعات سیرت کی شرح کرتے ہوئے ان واقعات سے متعلق فقہی احکام بھی اخذ کیے ہیں مثلاً

۱۔ قصہ عکل و عرینہ کے ضمن میں امام قسطلانی نے محض یہ ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ نے بیماری کے علاج کے لیے عکل و عرینہ کے لوگوں کو اونٹ کا پیشاب اور دودھ استعمال کرنے کا کہا۔ (۲۰) علامہ زرقانی ”فیشر بوامن ألبانہا و أبو الہا“ کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس روایت میں امام مالک اور امام احمد اور ان لوگوں کے لیے جنہوں نے ان دونوں کی مدافعت کی، ماکول اللحم جانوروں کے پیشاب کی طہارت کی دلیل ہے، اونٹ کو نص قرار دیتے ہوئے دیگر جانوروں کو بھی اس پر قیاس کرتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) اگر یہ (اونٹ کا پیشاب) نجس ہوتا تو آپ ﷺ اس کے استعمال کرنے کی اجازت نہ دیتے اور ابوداؤد کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ”إن اللہ لم يجعل شفاء أمتی فیما حرم علیہا“ (۲۱) (اللہ نے میری امت کے لیے اس چیز میں شفاء نہیں رکھی جس کو ان پر حرام قرار دیا گیا ہے۔)۔ (امام زرقانی لکھتے ہیں) جبکہ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی اور جمہور نے ان حضرات کی مخالفت کی ہے اور وہ تمام اُبال کی نجاست کی طرف گئے ہیں اور انہوں نے (پیشاب پینے کی اجازت کو) محض علاج

کروانے کے لیے استعمال پر محمول کیا ہے ان کے نزدیک ضرورت حال کے بغیر یہ (اجازت) اباحت کا فائدہ نہیں دیتی اور جہاں تک حدیث ”اللہ نے میری امت کے لیے اس چیز میں شفاء نہیں رکھی جس کو ان پر حرام قرار دیا گیا ہے“ کا تعلق ہے تو یہ حالت اختیار کے لیے ہے جس طرح مضطر شخص پر مردار حرام نہیں ہوتا آپ ﷺ نے اسے بطور دوامتین نہیں فرمایا۔ (۲۲)

۲۔ بنو قریظہ کی غداری کے جرم پہ حضور ﷺ نے حضرت سعد کو حکم فرمایا کہ ان کی غداری کے بارے میں فیصلہ کریں۔ امام قسطلانی نے اس واقعہ سے نبی کریم ﷺ کے زمانے میں اجتہاد کے جواز کی بات کی ہے (۲۳) لیکن امام زرقانی نے اس سے قبل لکھا ہے کہ اس قصہ (حضرت سعد کو بنو قریظہ کے بارے میں فیصلہ کرنے کا حکم دینے) سے مندرجہ ذیل احکام ملتے ہیں۔

(۱) افضل مفضل کو منصف بنا سکتا ہے (یعنی افضل شخص کے واسطے یہ جائز ہے کہ وہ اپنے سے کم درجے والے شخص کو کسی معاملہ میں منصف بنائے)

(۲) امام کے لیے یہ بہتر ہے کہ جب اس کی اپنی حکومت ہو تو وہ کسی نائب کو مقرر کر دے جو امام اور اس کے مخالف کے درمیان فیصلہ کرے۔

(۳) اگر وہ فیصلہ منصفانہ ہے تو (امام) اسے دشمن پر نافذ بھی کرے۔

(۴) نائب کو حکم بنانے کی وجہ سے امام پر عیب نہیں لگایا جائے گا۔

(۵) حکم کا فیصلہ فریقین کی رضامندی کے ساتھ مشروط ہے خواہ امور حرب ہوں یا اس کے علاوہ امور

(۶) یہ (حکم بنانا) ان خوارج کا رد ہے جو حضرت علی کے حکم بنانے کے منکرین ہیں۔ (۲۴)

۳۔ فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمانؓ کو خانہ کعبہ کی چابی دیتے ہوئے فرمایا کہ ”اے عثمان اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو اس گھر کا امین بنایا ہے پس اس گھر سے تمہیں جو کچھ ملے اچھے اور معروف طریقے سے کھاؤ“ امام قسطلانی نے اس روایت کو بیان کیا ہے (۲۵) جبکہ علامہ زرقانی نے اس روایت کی شرح کرتے ہوئے کچھ احکام اخذ کیے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ اکثر جاہل لوگ کعبہ میں داخل ہونے کی اجرت لینے کے جواز کا تعلق اس روایت سے جوڑتے ہیں حالانکہ اس کی تحریم میں کوئی اختلاف نہیں بلکہ یہ انتہائی مذموم بدعت ہے اور اگر یہ بات صحیح بھی ہے تو جو چیز ممکن ہے وہ یہ ہے کہ اس سے مراد وہ عوض ہے جسے وہ بیت المال سے اس کی خدمت اور مصالح کی تکمیل کے تقاضوں کے لیے لیتے ہیں اور ان کے لیے اسی قدر حلال ہیں جتنے کے وہ حقدار ہیں یا پھر اس کے ذریعہ سے ان کا مقصد بھلائی کرنا اور رشتہ داری نبھانا ہونیکلی کی غرض سے۔ پس ان کے لیے جائز ہے اس کا لینا اور یہی معروف

طریقے سے کھانا ہے۔ (۲۶)

۴۔ نبی کریم ﷺ نے ہر قل بادشاہ کو خط لکھا تو اس کو بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع کیا امام قسطلانی نے خط کا متن نقل کیا ہے۔ (۲۷) علامہ زرقانی اس خط کے متن میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ خط کو بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع کرنا مستحب ہے اگرچہ مبعوث الیہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔ (۲۸) حضرت سلیمان علیہ السلام کے خط میں ان کے نام کی تقدیم کے حوالے سے یہ جواب دیا گیا ہے کہ انہوں نے ابتداء تو بسم اللہ سے ہی کی تھی اور اپنا نام بطور پتہ اختتام پر لکھا تھا تا کہ بلقیس عنوان (پتہ) پڑھ کر جان لے کہ یہ خط (حضرت) سلیمان کی طرف سے ہے اسی لیے ملکہ بلقیس نے کہا کہ خط بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ساتھ ہے (۲۹) اسی خط کے متن کی مزید شرح کرتے ہوئے ”والسلام علی من اتبع الهدی“ (ط: ۴۷) کے ضمن میں علامہ زرقانی نے ابن حجر کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہ جملہ (قرآن مجید میں) قصہ موسیٰ و ہارون علیہما السلام اور فرعون کے تذکرہ میں آیا ہے (۳۰) اور ظاہر سیاق اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو حکم دیا گیا تھا کہ ایسا کہیں۔ پس یہ بھی کہا گیا ہے (اعتراض کیا گیا) کہ گفتگو میں کافر کو سلام کے ساتھ کیسے پہل کی گئی تو اس کا جواب مفسرین نے یہ دیا ہے کہ یہاں سلام سے مراد تحیہ نہیں ہے بلکہ یہاں سلام سے مراد ہے کہ اس شخص کے لیے اللہ کے عذاب سے سلامتی ہو جو اسلام میں داخل ہوا اسی لیے اس جملہ کے بعد (قرآن میں) آیا ہے کہ اس شخص پر عذاب ہے جس نے جھٹلایا اور منہ موڑا ”أَنْ الْعَذَابُ عَلَى مَنْ كَذَبَ وَتَوَلَّى“ (۳۱)، پس جواب کا حاصل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے کافر کو سلام کہنے میں قصداً پہل نہیں کی بلکہ لفظ میں مشابہت کی وجہ سے ایسا محسوس کیا گیا۔ (۳۲)

اسی طرح کسری کی طرف لکھے گئے خط کا آغاز بھی آپ ﷺ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم سے کیا (۳۳) امام زرقانی نے اس خط کی شرح میں خط کے آداب و احکام کے حوالے سے مزید بحث کی ہے اور یہاں بھی بسم اللہ الرحمن الرحیم کے متن کی تفسیر کرتے ہوئے امام ابن حجر کے حوالے سے لکھا ہے کہ مراسلات کا آغاز الحمد سے کرنے کی عادت شرعیہ اور عادت عرفیہ رائج نہیں ہو سکی نبی کریم ﷺ نے بادشاہوں اور دیگر افراد کو جتنے بھی خطوط لکھے ان میں سے کوئی خط بھی حمد کے ساتھ شروع نہیں کیا گیا بلکہ (تمام خطوط) بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ساتھ شروع کیے نیز ”من محمد رسول اللہ“ میں اس بات کا جواز ہے کہ خط میں کاتب کا نام مکتوب الیہ سے پہلے لکھا جاسکتا ہے اور ابوداؤد نے روایت بیان کی ہے کہ علاء بن الحضرمی جب بحرین کے عامل تھے تو انہوں نے نبی کریم ﷺ کو خط لکھا تو اس کا آغاز اپنا نام (من العلاء الی محمد رسول اللہ) لکھ کر کہا۔ (۳۴)

۵۔ وفد نجران کے متعلق امام قسطلانی نے روایت بیان کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں نجران کے

عیسائیوں کا وفد آیا جب وہ مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو ان کی نماز کا وقت ہو گیا چنانچہ وہ وہاں (مسجد نبوی میں) کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے تو صحابہ کرامؓ نے ان کو روکنا چاہا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ان کو چھوڑ دو پس انہوں نے مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی۔ (۳۵)

علامہ زرقانی اس روایت کی شرح میں امام خطابی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ عیسائیوں کے لیے نماز تو صرف اماکن مخصوصہ میں ہی مباح ہے جس طرح کہ بیع و صوامع وغیرہ، تو ہم کہیں گے کہ اس کا تعلق حضر کے ساتھ ہے پس حضر کے علاوہ ان کے لیے دیگر مقامات پر نماز پڑھنا مباح ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین میں سیر و سیاحت کرتے تھے تو جہاں نماز کا وقت پاتے وہیں نماز پڑھ لیتے۔ صحابہؓ نے جو ان عیسائیوں کو روکنے کا ارادہ کیا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ اس میں آنحضرت ﷺ کے سامنے دین باطل کا اظہار تھا، آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ انہیں چھوڑ دو تو یہ ان کی تالیف قلب نیز ان کے اسلام لانے کی امید کے لیے تھا، علاوہ ازیں وہ لوگ امان میں داخل تھے پس ان کے کفر پر قائم ہونے کے باوجود آپ ﷺ نے صحابہ کو ان سے تعرض کرنے سے منع فرمایا لہذا اس میں باطل کا اقرار کرنا نہیں ہے۔ (۳۶)

۶۔ بنو بکر بن کلاب کے ایک قبیلہ بنو قریظہ پر حملہ سے واپسی کے موقع پر محمد بن مسلمہ کی قیادت میں لشکر نے بنو حنیفہ کے سردار شامہ بن اثال کو قید کیا اور مسجد نبوی میں باندھ دیا جو کہ بعد میں نبی اکرم ﷺ کے رویہ سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گیا۔ مصنف نے اس سے مندرجہ ذیل مسائل اخذ کیے ہیں۔

- ۱۔ کافر کو مسجد میں باندھا جاسکتا ہے۔
 - ۲۔ کافر قیدی کو بلا معاوضہ چھوڑا جاسکتا ہے۔
 - ۳۔ اسلام قبول کرتے وقت غسل کرنا چاہیے۔
 - ۴۔ اگر قیدیوں میں سے کسی کے بارے میں امید ہو کہ وہ مسلمان ہو جائے گا تو اس سے نرمی روا رکھی جائے۔
 - ۵۔ کفار کے علاقے میں اسلامی دستے بھیجے جاسکتے ہیں، جو کافر بھی ملے اسے قید کیا جاسکتا ہے، اس کے بعد امیر کو اختیار ہے کہ وہ چاہے تو اسے قتل کر دے چاہے اس پر احسان کر کے چھوڑ دے۔ (۳۷)
- اس طرح علامہ زرقانی نے غزوہ احد (۳۸)، غزوہ الغابہ (۳۹)، قتل ابورافع (۴۰)، غزوہ ذات السلاسل (۴۱)، غزوہ خیبر (۴۲)، عمرہ القضاء (۴۳)، فتح مکہ (۴۴)، وفد عبد القیس (۴۵) اور وفد ثقیف (۴۶) سمیت دیگر واقعات سیرت سے بھی احکام و مسائل اخذ کیے ہیں۔
- فقہی مباحث کے علاوہ مصنف نے امام قسطلانی کی اخذ کردہ حکمتوں پر بھی روشنی ڈالی ہے نیز خود بھی بہت

سے حکمتوں کو اخذ کیا ہے۔ مثلاً امام قسطلانی نے غزوہ احد کی آزمائش کی کچھ حکمتیں بیان کی ہیں۔

امام زرقانی نے امام قسطلانی کی بیان کردہ حکمتوں کی شرح کرنے کے ساتھ ساتھ ان آیات قرآنیہ کی تخریج بھی کر دی ہے جن میں ان حکمتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ مثلاً امام قسطلانی نے لکھا ہے کہ غزوہ احد میں جو کچھ آزمائش مسلمانوں پہ آئی تو اس میں حکمت یہ ہے کہ اگر پیغمبر ہمیشہ فتح یاب رہے تو مسلمانوں میں ایسے لوگ داخل ہو جائیں گے جو ان میں سے نہیں ہیں پس مخلص لوگوں کی دوسرے (منافق) لوگوں سے تمیز باقی نہیں رہے گی۔ (۴۷) علامہ زرقانی نے اس حکمت کی تائید نیز اس کا ماخذ بتاتے ہوئے قرآنی آیت (ولیتلی اللہ مافی صدورکم ولیمحص مافی قلوبکم واللہ علیم بذات الصدور: (۴۸)، تحریر کی ہے (۴۹) نیز امام قسطلانی نے لکھا ہے کہ اگر ہمیشہ پیغمبر ناکام ہی رہے تو اس سے بعثت کا مقصود حاصل نہیں ہوگا۔ پس حکمت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ دونوں چیزوں کو جمع کیا جائے تاکہ صادق لوگ کا ذب لوگوں سے الگ پہچانے جائیں (۵۰) علامہ زرقانی درج ذیل آیت کو اس حکمت کا مصداق قرار دیتے ہیں (ماکان اللہ لیذر المومنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب (۵۱)

(۲) اسی طرح رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھنے کی حکمت بیان کرتے ہوئے امام زرقانی امام خطابی اور ابن بطل کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے کمال شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے، دین کے حوالے سے کچھ تعلق ہونے کی وجہ سے اور اس کے بیٹے، جو کہ ایک صالح آدمی تھا، کی تالیف قلب اور قبیلہ خزرج کی تالیف کے لیے اس کی نماز جنازہ پڑھی تھی چونکہ وہ ان کا سردار تھا اس لیے اگر آپ ﷺ اس کے بیٹے کی فرمائش قبول نہ کرتے اور ممانعت وارد ہونے سے پہلے نماز جنازہ نہ پڑھتے تو یہ امر اس کے بیٹے اور قوم کے لیے عار کا باعث بنتا پس آپ ﷺ نے دو امور میں سے بہتر پر عمل کیا۔ (۵۲)

(۳) ۹ھ میں آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق کو امیر حج بنا کر بھیجا جب آپ روانہ ہو چکے تو سورہ توبہ کا نزول ہوا آپ ﷺ نے حضرت علی کو سورہ توبہ میں نازل شدہ احکام سنانے کے لیے بھیجا (۵۳) علامہ زرقانی فرماتے ہیں کہ علماء نے حضرت ابوبکر صدیق کے بعد حضرت علیؓ کو بھیجنے کی یہ حکمت بیان کی ہے کہ عربوں کی عادت تھی کہ عہد کو صرف وہی شخص توڑ سکتا تھا جس نے اسے باندھا ہوتا یا پھر اس شخص کے گھر والوں میں سے کوئی ایسا کرنے کا اختیار رکھتا تھا۔ لہذا اس معاملہ میں آپ ﷺ عرب کے رواج پہ چلے۔ (۵۴)

امام زرقانی نے امام قسطلانی کے فقہی مباحث کے ضمن میں بیان کردہ اصولی مسائل کی شرح و وضاحت کے ساتھ خود بھی کچھ اصولی بحثیں کی ہیں مثلاً غزوہ خیبر کے حوالے سے امام قسطلانی کی بیان کردہ روایت (نہی یوم

خیبر عن أكل النّوم وعن لحوم الحمر الاھلیہ) (۵۵) کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس میں اس بات کا جواز ہے کہ لفظ کو حقیقی اور مجازی دونوں معنوں میں استعمال کیا جاسکتا ہے کیونکہ لہسن کھانا مکروہ ہے اور گدھے کا گوشت حرام ہے پس دونوں (مکروہ اور حرام کو) ایک لفظ ”نہی“ میں جمع کیا گیا ہے حقیقی معنوں میں اس لفظ نہی کو استعمال کرتے ہوئے تحریم کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے اور (لہسن کھانے کے) مکروہ ہونے کے لیے مجازی معنوں میں اختیار کیا گیا ہے (۵۶) اسی طرح بنی قریظہ جاتے وقت بعض صحابہؓ کے رستے میں نماز پڑھنے اور بعض کے بنی قریظہ پہنچ کر نماز پڑھنے کے مسئلہ میں مصنف نے بہت عمدہ اصولی بحث کی ہے۔ (۵۷)

علامہ زرقانی نے امام قسطلانی کی مباحث فقہیہ میں بیان کردہ فقہاء کے بعض اقوال اور آراء سے اختلاف کرتے ہوئے ان کا رد بھی کیا ہے مثلاً نبی کریم ﷺ کے مخنون پیدا ہونے کی بحث میں امام قسطلانی نے ختنہ کی شرعی حیثیت کو زیر بحث لاتے ہوئے کچھ احکام کا تذکرہ کیا ہے اور اس کے سنت یا واجب ہونے کے بارے میں فقہاء کی آراء پیش کی ہیں۔ امام قسطلانی کے مطابق بعض شافعی حضرات نے اسے واجب قرار دیا ہے (امام قسطلانی کا مؤقف بھی ختنہ کے واجب ہونے کا ہے) اور اس کے وجوب کی دلیل قرآن کی آیت ”ان اتبع ملة ابراهيم حنيفا“ (۵۸) کو قرار دیا ہے۔ (۵۹) نیز ابوداؤد کی بیان کردہ روایت سے بھی استدلال کیا گیا ہے کہ جب ایک شخص مسلمان ہو کر نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ”لق عنك شعر الكفر واختتن“ (۶۰)۔ امام زرقانی اپنی شرح میں لکھتے ہیں کہ جہاں تک آیت (ان اتبع ملة ابراهيم حنيفا) (۶۱) سے ختنہ کے وجوب کے لیے استدلال کا تعلق ہے تو یہ درست نہیں کیونکہ اس آیت کے معنی تو، جس طرح بیضاوی اور امام رازی و دیگر حضرات نے لکھا ہے، توحید و دعوت کے ابلاغ میں نرمی اور یکے بعد دیگرے دلائل لانے میں ملت ابراہیمی کی پیروی اور ہر شخص کی سمجھ بوجھ اور فہم کے مطابق اس سے مجادلہ کرنے کے ہیں نہ کہ احکام الفروع کی تفصیلات کے لیے (۶۲) اور جہاں تک ابوداؤد کی روایت کا معاملہ ہے تو ابن حجر نے وضاحت کی ہے کہ اس روایت کی سند ضعیف ہے جبکہ امام ذہبی نے اسے منقطع کہا ہے اور ابن القطان نے عثیم اور اس کے باپ (راویان حدیث) دونوں کو مجہول قرار دیا ہے۔ (۶۳)

شرح العلامة الزرقانی علی المواہب اللدنیہ بالمدح الحمد یہ میں اگر علامہ زرقانی کے اسلوب و منہج کی بات کی جائے تو علامہ زرقانی نے اس میں بہت عمدہ اسلوب اپنایا ہے اور امام قسطلانی کی المواہب اللدنیہ میں پائی جانے والی تشکیکی اور کمی کو پورا کر دیا ہے اگر صرف فقہی مباحث کے اسلوب و منہج تک محدود رہ کر بات کی جائے تو امام زرقانی نے امام قسطلانی کی طرف سے پیش کردہ فقہاء کی آراء اور ان آراء کے مصادر و مراجع کی تخریج کردی ہے یہاں تک

کہ کتب فقہ یا کتب احادیث کے ابواب تک کی وضاحت کی گئی ہے نیز فقہاء کے ضروری حالات بھی ساتھ لکھ دیئے ہیں۔ درج ذیل امثلہ میں اس کا عمدہ نمونہ موجود ہے بریکٹ میں امام قسطلانی کا متن ہے جبکہ بریکٹ کے باہر علامہ زرقانی کی شرح ہے۔

(۱) (و) لذا قال المصنف: (هذا موافق لمذهبنا) أى: الشافعية، أن سب الرسول ردة (لكن قال العلامة) شيخ الاسلام (البساطي) قاضي القضاة الملكية بمصر شمس الدين محمد بن احمد بن عثمان، ولد سنة ستين و سبعمائة، وبرز في الفنون و درس بالشيخونية وغيرها و صنف تصانيف و مات في رمضان سنة اثنتين وأربعين وثمانمائة (من الملكية) في شرح المختصر (۶۴)

(۲) (ذكر القاضي عياض في الشفاعة القاضي أبي عبد الله) محمد بن خلف بن سعيد المعروف به (ابن المرباط من الملكية) الإفريقي فقيه بلده وفتيه وقاضيه كان من أهل الفضل والفقه والتفطن سمع أبا القاسم المهلب وأجازه أبو عمر الطلمنكي، وشرح بخارى شرحاً كبيراً حسناً ورحل إليه الناس و سمعوا منه توفي بعد الثمانين وأربعمائة (۶۵)

(۳) (أمر بتسمية المولود يوم سابعة، فيحمل) كما قال المحب الطبري (۶۶)

(۴) (وقد كان في قصة احد) كما نقله في الفتح عن العلماء (وما أصيب به المسلمون من الفوائد والحكم) (۶۷)

(۵) (وفي رواية الدارقطني فأكلنا نحن وآل بيت النبي ﷺ قال: في فتح الباري) في كتاب الذبائح (ويستفاد من قولها.....) (۶۸)

علامہ زرقانی نے امام قسطلانی کی فقہاء کی یا کسی مسلک کی نشاندہی کیے بغیر پیش کردہ فقہی رائے کی بھی وضاحت کر دی ہے درج ذیل مثالوں میں اس اسلوب کو دیکھا جاسکتا ہے۔

(۱) (تمسك من قال من العلماء) كالحنابلة: (أن الشهيد يغسل إذا كان جنباً) (۶۹)

(۲) (وفيه دلالة على ان الابن يلي العقد على امه) كما ذهب اليه ابو حنيفة، و ملك و جماعة (۷۰)

(۳) (قال العلماء) أي جمهورهم (۷۱)

اسی طرح اگر کسی اور چیز کی وضاحت بھی امام زرقانی نے ضروری سمجھی تو وہ بھی کر دی ہے تحریم خمر کی آیت کے نزول کے بعد امام قسطلانی کی روایت کا متن اور امام زرقانی کی شرح ملاحظہ کیجئے۔

(۱) (فقال ناس من المتكلفين) المبالغين في البحث الحاملين له مع المشقة (هي رجس وهي في

بطن فلان) کحمزہ رضی اللہ عنہ (وقد قتل يوم أحد) قبل تحريمها فهل عليه مؤأخذة هذا على أن قائله من المسلمين ، لكن في الفتح روى البزار من حديث جابر أن الذين قالوا ذلك كانوا من اليهود (۷۲)

علامہ زرقانی نے فقہی مباحث کے دوران امام قسطلانی کی طرف سے فقہاء کے پیش کردہ دلائل میں وارد احادیث پر نقد و جرح بھی کی ہے جیسا کہ ختمہ کے واجب ہونے کا مؤقف رکھنے والے حضرات کی طرف سے ابوداؤد کی نقل کردہ روایت ”ألق عنك شعركم واختنن“ کو حافظ ابن حجر کے حوالے سے ضعیف قرار دیا ہے اور امام ذہبی کے حوالے سے اسے منقطع کہا ہے (۷۳) اس طرح کی بیسیوں مثالیں کتاب میں موجود ہیں۔ اگر امام قسطلانی نے کسی حدیث پر نقد و جرح کی طرف اشارہ کیا ہے تو علامہ زرقانی نے احادیث پر جرح کرنے والوں کی نشاندہی کر دی ہے درج ذیل روایت شہداء احد کی ارواح کو سبز پرندوں کے پیٹوں میں رکھنے کے متعلق حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے امام قسطلانی کا متن اور علامہ زرقانی کی وضاحت درج ذیل مثال میں دیکھی جاسکتی ہے:

(قال بعض من تكلم على هذا الحديث) هو الامام السهيلي في الروض (۷۴)

علامہ زرقانی نے مباحث فقہیہ میں روایات میں تعارض کی صورت میں تطبیق پیدا کرنے اور ادلہ کو جمع کرنے کی کوشش بھی کی ہے غزوہ احد کے شہداء پر نماز جنازہ پڑھے جانے یا نہ پڑھے جانے کے حوالے سے اختلاف ہے (۷۵) علامہ زرقانی اس اختلاف کے تذکرہ کے بعد لکھتے ہیں:

قال العلماء: وأما حديث صلاته عليهم صلاته على الميت ، فالمراد دعاءه لهم كدعائه

للميت جمعابين الأدلة (۷۶)

علامہ زرقانی امام قسطلانی کے مختصر انداز میں بیان کردہ واقعہ سیرت کو تفصیلی انداز سے بیان کرتے ہوئے اس واقعہ سے متعلق احکام و مسائل اخذ کرتے ہیں جس کی بہت سی مثالیں شرح الزرقانی کے صفحات میں موجود ہیں۔ علامہ زرقانی نے سینکڑوں مصادر و مراجع سے اخذ و استفادہ کیا ہے۔ قرآن و علوم القرآن، حدیث و علوم الحدیث، فقہ و اصول فقہ، قواعد فقہ، سیر و مغازی، سیرت و شمائل، تاریخ و سیر، اعلام و رجال، تراجم و طبقات، علوم اللغۃ و المعاجم، اخلاق و تصوف اور شعر و ادب سے متعلق جتنے بھی معروف ماخذ و مصادر شرح العلامة الزرقانی سے قبل موجود تھے ان سب سے امام زرقانی نے کسی نہ کسی حوالے سے استفادہ کیا ہے جو کہ ان کی وسعت علمی کا آئینہ دار ہے۔ فقہی احکام و مسائل کے حوالے سے قرآن و سنت کو بنیاد بناتے ہوئے دلائل کے ساتھ اپنی رائے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے نیز فقہاء کی آراء اور دلائل کو دیانت داری کے ساتھ نقل کیا ہے بیشتر مقامات پر علامہ زرقانی نے اپنے مصادر و مراجع کا تذکرہ کیا ہے مگر کہیں کہیں بغیر مصدر ظاہر کیے کچھ چیزیں نقل کی ہیں مثلاً قتل ابورافع یا سریہ عبداللہ بن عتیکؓ کے

ضمن میں اخذ کردہ احکام ومسائل علامہ زرقانی نے ابن حجر کی فتح الباری سے اخذ کیے ہیں لیکن اپنے مصدر کی وضاحت نہیں کی۔ (۷۷) لفظ کو حقیقی اور مجازی معنوں میں استعمال کرنے کے قاعدہ کے جواز کا ذکر کیا ہے شارح المواهب اللدنیہ نے فتح الباری یا عمدۃ القاری سے اس قاعدہ کو اخذ کیا ہے لیکن اپنے ماخذ کا ذکر نہیں کیا۔ (۷۸) ☆ اس طرح کی دیگر مثالیں بھی کتاب میں موجود ہیں۔

علامہ زرقانی نے امام قسطلانی کی رائے سے بہت سے مقامات پر نہ صرف اختلاف کیا ہے بلکہ بعض جگہ ”هذا النظر عجیب“ جیسا جملہ بھی لکھا ہے مثلاً امام قسطلانی نے تحریم خمر کے حوالے سے ابن اسحاق کی روایت بیان کی ہے کہ شراب واقعہ بنی نصیر کے وقت حرام ہوئی اور یہ غزوہ احد کے بعد کی بات ہے اور قول راجح کے مطابق یہ سنہ ۴ھ کا واقعہ ہے امام قسطلانی فرماتے ہیں کہ یہ بات محل نظر ہے کیونکہ جس دن شراب حرام ہوئی حضرت انس اس دن ساقی (قوم) تھے اور انہوں نے جب حرمت شراب کی منادی سنی تو اس کو گرانے میں جلدی کی اگر یہ سنہ ۴ھ کا واقعہ ہوتا تو حضرت انس اس وقت بہت چھوٹی عمر کے ہوں گے (۷۹) علامہ زرقانی لکھتے ہیں ”هذا النظر عجیب من مثل مغلطای، فقد ثبت، نہ خدم المصطفی لما قدم المدينة و هو ابن عشر سنین، فمن عمره، ربع عشرة سنة كيف يصغر عن ذلك“ (۸۰) یعنی یہ کہنا بہت عجیب ہے کیونکہ یہ ثابت ہے کہ جب حضرت انسؓ مدینہ تشریف لائے تو اس وقت وہ دس سال کے تھے (اور حرمت خمر کے وقت) ان کی عمر ۱۴ سال تھی تو اس وقت وہ چھوٹے کیسے ہوئے۔

الغرض علامہ زرقانی کی شرح ایک بہت ہی عمدہ، جامع اور ابتدائی دس صدیوں کی کتب سیرت اور شروح سیرت کا نچوڑ اور عطر ہے کسی بھی علم سے تعلق رکھنے والی کتاب کی شرح میں جن خصوصیات اور لوازمات کا ہونا ضروری ہے شرح العلامة الزرقانی میں وہ تمام خوبیاں موجود ہیں نیز یہ شرح فقہ السیرۃ کا ایک عمدہ نمونہ ہے۔

حوالہ جات و حواشی

- (۱) امام جلال الدین السيوطی نے ایسی چار مختصرات کا تذکرہ کیا ہے جنہیں اپنی امہات پر فوقیت حاصل ہوئی۔ لکھتے ہیں: قال ابوالحسن الشاری فی فہرستہ: کان یقول شیخنا ابو ذریقول: المختصرات التی فضلت علی الأمہات أربعة: مختصر العین للزبیدی و مختصر الزاہر للزجاجی و مختصر سیرۃ ابن اسحاق لابن ہشام و مختصر الواضحة للفضل بن سلمة: (دیکھیے۔ السيوطی، عبدالرحمن بن أبي بكر، جلال الدين ۹۱۱ھ)، المزہر فی علوم اللغة وأنواعها، بیروت، دارالکتب العلمیۃ، ۱۹۹۸ء، ۶۸/۱-۶۹) مختصر العین تلخیص ہے خلیل نحوی کی کتاب العین کی، مختصر الزاہر ابو بکر محمد بن القاسم الأنباری کی کتاب الزاہر فی معانی کلمات الناس کی تلخیص ہے جبکہ مختصر الواضحة، الواضحة فی تجوید الفاتحة از شیخ برہان الدین ابراہیم بن عمر البحرى کا اختصار ہے۔
- (۲) صدیقی، محمد یسین مظہر (پ ۱۹۴۴ء)، شاہ ولی اللہ کا رسالہ سیرت، یوپی، شاہ ولی اللہ اکیڈمی پھلت، ۲۰۰۶ء، ص ۳
- (۳) الکلتانی، عبدالحی بن عبدالبکر (۱۳۸۲ھ)، فہرس الفہارس ومعجم المعاجم والمشیخات والمسلسلات، دار الغرب الاسلامی، ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء، ۹۷۷-۹۷۸
- (۴) شرح الزرقانی کے مؤلف کے نام، تاریخ پیدائش اور تاریخ وفات سب میں اختلاف ہے۔ بعض تذکرہ نگاروں نے ان کا نام عبدالباقی بن یوسف بن احمد لکھا ہے جبکہ کچھ حضرات نے ان کا نام محمد بن عبدالباقی بن یوسف بن احمد لکھا ہے اسی طرح تاریخ پیدائش بعض حضرات نے ۱۰۲۰ھ اور بعض نے ۱۰۵۵ھ رقم کی ہے۔ تاریخ وفات میں بھی دو تاریخیں ملتی ہیں ایک ۱۰۹۹ھ اور دوسری ۱۱۲۲ھ بہر حال علامہ الزرقانی کے تفصیلی حالات، تصنیفات و تالیفات اور شرح العلامة الزرقانی کی اہمیت و فضیلت کے لیے رجوع کیجئے۔
- (i) حاجی خلیفہ، المولیٰ مصطفیٰ بن عبد اللہ القسطنطینی الرومی الحنفی (۱۰۶۷ھ)، کشف الظنون عن أسامی الكتب والفنون، بیروت، دار الفکر، ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۹م ۱۶/۲
- (ii) المحی، امین بن فضل اللہ (۱۱۱۱ھ)، خلاصة الأثر فی اعیان القرن الحادی عشر، بیروت، دارالکتب العلمیۃ، ۱۴۲۷ھ، ۲/۲
- (iii) المرادی، ابی الفضل محمد خلیل بن علی بن محمد (۱۲۰۵ھ)، سلك الدررفی أعیان القرن الثانی عشر، بیروت، دارالکتب العلمیۃ، ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء، ۴/۸
- (iv) البحرئی، عبدالرحمن بن حسن (۱۲۷۳ھ)، عجائب الآثار، بیروت، دارالجیل، (س ن)، ۱۲۲۱

- (v) البغدادی، اسماعیل پاشا (۱۳۳۹ھ)، ہدیۃ العارفین اسماء المؤلفین وآثار المصنفین، بیروت، دارالعلوم الحدیثیہ، ۱۹۵۵ء، ۳۱۱/۶
- (vi) مخلوف، محمد بن محمد (۱۳۶۰ھ)، شجرة النور الزكية فی طبقات المالکية، القاهرة، المطبعة السلفية و مکتبہا، ۱۳۴۹ھ، ۳۰۴/۱-۳۰۵
- (vii) الکتانی، عبدالحی بن عبدالمکبر (۱۳۸۲ھ)، فہرس الفہارس ومعجم المعاجم والمشیخات والمسلسلات، دار الغرب الاسلامی، ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء، ۴۵۶/۱
- (viii) کمالہ، عمر رضا (۱۴۰۸ھ)، معجم المؤلفین، بیروت، دار احیاء التراث العربی۔ (س ن)، ۷/۵
- (ix) الزرکلی، خیر الدین، الأعلام، بیروت، دار العلم للملایین، ۱۹۸۲ء، ۱۸۴/۶
- (۵) کمالہ، معجم المؤلفین ۱۲۴/۱۰ المنجد، صلاح الدین، معجم ما ألفت عن رسول اللہ ﷺ، بیروت، دارالکتب الجدید، ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء، ۱۰۲
- (۶) زیر تبصرہ نسخہ دارالکتب العلمیہ بیروت کا مطبوعہ (۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ء) ہے جو کہ بارہ (۱۲) جلدوں پر مشتمل ہے اس نسخہ میں اوپر المواهب اللدنیہ کا متن ہے۔ جبکہ نیچے حاشیہ میں شرح الزرقانی ہے شرح میں بھی شرح سے پہلے متن کے ہر کلمے کو قوسین میں درج کیا گیا ہے۔
- (۷) الروض الانف اور شرح الزرقانی میں بنیادی فرق یہ ہے کہ امام سہیلیؒ نے ایک نئے اسلوب (فقہ السیرۃ) جو کہ مقالہ ہذا کا موضوع بھی ہے) کی بنیاد رکھی۔ سیرت ابن ہشام میں ایسا اسلوب پہلے موجود نہیں تھا، امام سہیلیؒ نے الروض الانف میں اس اسلوب کو اختیار کیا جبکہ شرح الزرقانی میں علامہ الزرقانی نے المواهب اللدنیہ اور دیگر کتب سیرت کی پیروی کرتے ہوئے اس اسلوب کو اپنایا ہے نیز امام الزرقانی نے فقہی مباحث میں امام سہیلیؒ سے بہت اخذ و استفادہ بھی کیا ہے۔
- (۸) امام قسطلانی فقیہ نہ مزاج اور بصیرت کے حامل تھے۔ المواهب اللدنیہ میں واقعات سیرت سے اخذ و استنباط اس کا واضح ثبوت ہے۔ مصنف نے واقعات سیرت سے فقہی احکام، بصائر و حکم اور لطیف نکات کا استنباط کیا ہے مثلاً آپ ﷺ کے محتون پیدا ہونے یا محتون پیدا نہ ہونے کے حوالے سے مختلف علماء کی آراء کا تذکرہ کیا ہے، آغاز دعوت میں آپ ﷺ کے نماز پڑھنے کے دوران کفار کی طرف سے گندگی پھینکنے اور نماز میں نجاست کے ازالے اور نماز کے باطل ہونے یا نہ ہونے کا مسئلہ، مشروعیت اذان اور اس سے متعلق مسائل، آپ ﷺ کے خود اذان دینے اور نہ دینے کی بحث، حضرت عبدالرحمن بن عوف کے پیچھے آپ ﷺ کے نماز پڑھنے کا جواز، بدر کے قیدیوں کا حکم، شہادت سے قبل حضرت خبیبؓ کی دو رکعت نماز کے سنت ہونے کی توجیہ، نماز خوف کی مشروعیت اور بعد کے زمانوں میں لڑائی کی وجہ سے نماز مؤخر کرنے کا مسئلہ، بنی قریظہ کی بدعہدی کے سبب حضرت سعدؓ کے حکم بننے

اور عہد نبوی ﷺ میں اجتہاد کا جواز، ابو جندل کے واقعہ سے مجبوری کی حالت میں تو یہ یا کلمہ کفر کہنے کی اباحت، صلح حدیبیہ کی شرائط اور مشرکین سے اس بات پر صلح کرنا کہ جو مسلمان ہو کر مکہ سے آئے گا اسے لوٹا دیا جائے گا، تحریم خمر اور حشیش کے حلال اور حرام ہونے کے بارے میں فقہاء کا اختلاف، غزوہ خیبر اور گدھوں اور گھوڑوں کی حلت و حرمت کا معاملہ، حالت احرام میں نکاح کا مسئلہ، دخول مکہ کے لیے احرام کے واجب یا غیر واجب ہونے کا مسئلہ، سورہ برآۃ کا نزول اور مشرکین کی نجاست کا مسئلہ، حضرت ام سلمہؓ کا آپ ﷺ سے نکاح اور بیٹے کے ولی بننے کا مسئلہ، حضرت حمزہ کی بیچی کی تولیت اور ماں کی طرف سے عورتوں یا باپ کی طرف سے عورتوں کی سبقت کا معاملہ، مکہ، مدینہ اور وچ (طائف کی ایک وادی) کے حرم ہونے یا نہ ہونے کی بحث اور وفد نجران اور مباہلہ کرنے کا جواز جیسے اہم مسائل مختلف واقعات سیرت کے تذکرہ میں زیر بحث لائے گئے ہیں۔

(۹) القسطلانی، احمد بن محمد (م ۹۲۳ھ)، المواہب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ، عجرات الہند، مرکز اہل سنت برکات رضا (س ن)۔ ۳۷۶/۱

(۱۰) الانفال: ۶۸

(۱۱) محمد: ۴۰

(۱۲) الزرقانی، محمد بن عبدالباقی بن یوسف، شرح العلامة الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ، بیروت، دارالکتب العلمیۃ، ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ء، ۳۳۸/۲، أبو عبید، القاسم بن سلام، کتاب الأموال، مکتۃ المکرّمۃ، دارالباز للنشر والتوزیع، ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء۔ ص ۱۲۷، السہیلی، عبدالرحمن بن عبدالملک بن أحمد بن أبی الحسن، الختمی، (۵۸۱ھ) الروض الانف فی تفسیر السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، القاہرہ، دارالحدیث۔ ۱۴۲۹ھ/۲۰۰۸ء، ۱۴۱/۳

(۱۳) القسطلانی، المواہب اللدنیۃ ۳۹۷

(۱۴) الزرقانی، شرح الزرقانی، ۲۰۹/۲

☆ جنبی شہید کو غسل دینے یا نہ دینے کے حوالے سے حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی فقہاء کی آراء اور اختلاف کے لیے دیکھیے:

(i) الزیلعی، عثمان بن علی، فخر الدین (۷۴۳ھ)، تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، القاہرہ، دارالکتب الاسلامی، ۱۳۱۳ھ، ۲۴۹/۱

(ii) الماوردی، ابوالحسن علی بن حبیب (۲۵۰ھ)، کتاب الحاوی الکبیر، بیروت، دارالفکر، (س ن) ۷۹/۳

(iii) الدسوقی، محمد بن احمد بن عرفہ المالکی (۱۲۳۰ھ)، حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر، بیروت، دارالفکر، (س ن)۔ ۲۲۶/۱

- (iv) المرداوی، علی بن سلیمان، ابوالحسن (۸۸۵ھ)، الانصاف فی معرفة الراجح من الخلاف علی مذهب الامام احمد بن حنبل، بیروت، دارالحیاء التراث العربی، (س ن)، ۲/۳۹۹
- (۱۵) القسطلانی، المواهب اللدنیہ، ۱/۵۲۶
- (۱۶) ایضاً، ۳/۲۷۳ ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی بن محمد بن احمد (۸۵۲ھ)، فتح الباری شرح صحیح البخاری، لاہور، دارنشر الکتب الاسلامیہ، ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء، ۷/۷۰۷
- (۱۷) التوبة: ۲۸
- (۱۸) القسطلانی، المواهب اللدنیہ، ۱/۶۴۰
- (۱۹) الزرقانی، شرح الزرقانی، ۱۲۱/۴-۱۲۰/۱ اس حوالے سے مزید دیکھیے:
- (i) ابن بطل، علی بن خلف بن عبد الملک (۴۴۹ھ)، شرح صحیح البخاری لابن بطل، ضبط و تحقیق، البوتمیم یاسر بن ابراہیم، الرياض، مکتبة الرشد، ۱۴۲۰ھ/۲۰۰۰ء، ۲/۱۱۷
- (ii) القاضي عیاض بن موسیٰ الیخصی، ابی الفضل (۵۴۴ھ)، إكمال المعلم بفوائد مسلم و معه تنبيه المعلم بمبهمات صحیح مسلم للشیخ موفق الدین احمد بن ابراہیم بن محمد المعروف بسبط الجلی (۸۸۳ھ)، وفي مقدمته الغنية فہرست شیوخ القاضي عیاض للقاضي عیاض و علل الأحادیث فی کتاب الصحیح للشیخ ابی الفضل بن عمار الشہید، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء، ۶/۹۷
- (iii) النووی، یحییٰ بن شرف، النووی، ابی زکریا (۶۷۶ھ)، صحیح مسلم بشرح النووی، المطبعة المصریة و ملتبتها (س ن) ۱۲/۸۷
- (۲۰) القسطلانی، المواهب اللدنیہ، ۱/۴۸۶
- (۲۱) علامہ الزرقانی نے لکھا ہے کہ اس روایت کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے حالانکہ ابوداؤد میں یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ مذکور نہیں ان الفاظ کے ساتھ یہ روایت صحیح بخاری، کتاب الاثر، باب، شراب الحلو و العسل میں ہے امام بخاری نے اسے تعلیقاً بیان کیا ہے اور مستدرک امام حاکم میں کتاب الطب (۴/۴۵۵) میں ہے ابوداؤد میں اس موضوع سے متعلق روایات کچھ اس طرح ہیں۔
- (i) ”ان الله انزل الداء والدواء وجعل لكل داء دواء فتداووا ولا تداووا بحرام“
- (ii) نہی رسول اللہ ﷺ عن الدواء الخبيث۔ (دیکھیے، سنن ابوداؤد، کتاب الطب، باب الادوية المكروهة، رقم الاحادیث، ۳۸۷۶، ۲۸۷۲/شرح الزرقانی ۳/۵۸)
- (۲۲) الزرقانی، شرح الزرقانی، ۳/۱۵۸/فتح الباری ۱۰/۱۴۳/العینی، بدرالدین ابی محمد محمود بن احمد (۸۵۵ھ)، عمدة القاری شرح صحیح البخاری، بیروت، احیاء التراث العربی، (س ن)، ۶/۱۵۸

- (٢٣) القسطلانی، المواہب اللدنیہ ١/٢٧٤ / فتح الباری ٢/٢١٦
- (٢٤) الزرقانی، شرح الزرقانی، ٨٥/٣
- (٢٥) القسطلانی، المواہب اللدنیہ، ١/٥٨٤
- (٢٦) الزرقانی، شرح الزرقانی، ٣/٢٤٠
- (٢٧) القسطلانی، المواہب اللدنیہ، ٢/١٣٤
- (٢٨) الزرقانی، شرح الزرقانی، ٥/٥، شرح النووی ١٢/١٠٨ / فتح الباری ٨/٢٢٩
- (٢٩) ایضاً، ٥/٥
- (٣٠) ایضاً، ابن حجر، فتح الباری ١/٣٨
- (٣١) طہ: ٢٨
- (٣٢) الزرقانی، شرح الزرقانی، ٥/٦ / فتح الباری ١/٣٨
- (٣٣) القسطلانی، المواہب اللدنیہ ٢/١٣٩
- (٣٤) الزرقانی، شرح الزرقانی، ٥/١٢ / سنن ابوداؤد، کتاب الأدب، الرجل یبدأ بنفسه فی الکتاب - رقم الحدیث، ٥١٣٤ / شرح النووی ١٢/١٠٨ / فتح الباری ٨/٢٢٣
- (٣٥) القسطلانی، المواہب اللدنیہ ٢/١٩٦
- (٣٦) الزرقانی، شرح الزرقانی، ٥/١٨٤
- (٣٧) ایضاً، ٣/١٠٦ / اکمال المعلم، ٦/٩٤ / فتح الباری، ١/٥٥٦
- (٣٨) ایضاً، ٢/٢٦١
- (٣٩) ایضاً، ٣/١١٩
- (٤٠) ایضاً، ٣/١٥١
- (٤١) ایضاً، ٣/٣٦١
- (٤٢) ایضاً، ٣/٢٤٣
- (٤٣) ایضاً، ٣/٣١٢
- (٤٤) ایضاً، ٣/٢٤٠
- (٤٥) ایضاً، ٥/١٢٢
- (٤٦) ایضاً، ٥/١٢٨
- (٤٧) القسطلانی، المواہب اللدنیہ، ١/٣١١ / ابن القیم، شمس الدین □ بی عبد اللہ محمد بن ابی بکر بن □ یوب،

- الجزية (٤٥١هـ)، زاد المعاد في هدى خير العباد، بيروت، مؤسسة الرسالة ناشرون، ١٤٣١هـ
١٩٤٠م، ٣/١٩٤
- (٢٨) آل عمران: ١٥٣
- (٢٩) الزرقاني، شرح الزرقاني، ٢/٢٦٢
- (٥٠) القسطلاني، المواهب اللدنية، ١/٣١١/٣/١٩٤
- (٥١) الزرقاني، شرح الزرقاني، ٢/٢٦٢/٢/١٤٩
- (٥٢) أيضاً، ٢/١٢٤/الخطابي، حمد بن محمد، ابوسليمان (٣٨٨هـ)، معالم السنن شرح أبي داود، بيروت، دارالكتب العلمية، ١٤١١هـ/١٩٩١م، ٢٥٩/١
- (٥٣) القسطلاني، المواهب اللدنية، ١/٢٤٠
- (٥٤) الزرقاني، شرح الزرقاني، ٢/١١٩/فتح الباري، ٨/٣٢١
- (٥٥) القسطلاني، المواهب اللدنية، ١/٥٢٤
- (٥٦) الزرقاني، شرح الزرقاني، ٣/٢٤٥/فتح الباري، ٤/٣٨٢/عمدة القاري، ٢٦/٢٩
- (٥٧) أيضاً، ٣/٤١
- (٥٨) النحل: ١٢٣
- (٥٩) القسطلاني، المواهب اللدنية، ١/١٣٤
- (٦٠) أيضاً، سنن ابوداود، كتاب الطهارة، باب، الرجل يسلم فيومر بالغسل، رقم الحديث، ٣٥٦
- (٦١) النحل: ١٢٣
- (٦٢) الزرقاني، شرح الزرقاني، ١/٢٢٢/البيهاوي، ناصر الدين أبي سعيد عبد الله بن عمر (٤٩١هـ)، تفسير البيضاوي المسمى انوار التنزيل وأسرار التأويل، بيروت، دار الفكر، ١٣٢٩هـ/٢٠٠٩م، ٣/٢٢٦/الفتح الرازي، محمد بن عمر بن الحسن، أبو عبد الله (٦٠٦هـ)، التفسير الكبير، بيروت، دار احياء التراث العربي، ٢٠/١٣٦
- (٦٣) أيضاً، فتح الباري، ١٠/٣٣١/العراقي، عبد الرحيم بن الحسين، أبو الفضل (٨٠٦هـ)، ذيل ميزان الاعتدال، بيروت، دار الكتب العلمية، ١٣١٦هـ/١٩٩٥م، ص ١٤٥
- (٦٤) الزرقاني، شرح الزرقاني، ٢/٢٦١
- (٦٥) أيضاً، ٢/٢٦٠
- (٦٦) أيضاً، ٢/٣٣٤
- (٦٧) أيضاً، ٢/٢٦١

- (۶۸) ایضاً، ۲۷۸/۳
- (۶۹) ایضاً، ۴۰۹/۲
- (۷۰) ایضاً، ۴۰۰/۲
- (۷۱) ایضاً، ۲۷۶/۳
- (۷۲) ایضاً، ۲۳۵/۳
- (۷۳) ایضاً، ۲۴۲/۱ فتح الباری، ۳۴۱/۱۰
- (۷۴) ایضاً، الروض الانف، ۳۲۳/۳
- (۷۵) شہداء احد پر نماز جنازہ پڑھے جانے یا نہ پڑھے جانے کے حوالے سے فقہاء نے اپنے اپنے انداز میں بحث کی ہے۔ شہداء احد پر نماز جنازہ کے حوالے سے شافعی، مالکی، حنبلی اور ظاہری فقہاء کا نقطہ نظر یہ ہے کہ شہداء احد پر نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی (اور نہ ہی اب کسی پر پڑھی جائے گی) جبکہ احناف شہداء پر نماز جنازہ کے قائل ہیں۔ دیکھیے:
- (i) الزیلعی، عثمان بن علی، فخر الدین (۷۴۳ھ)، تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، ۲۴۹/۱
- (ii) الماوردی، ابوالحسن علی بن حبیب (۴۵۰ھ)، کتاب الحاوی الکبیر، ۷۹/۳
- (iii) الدسوقی، محمد بن احمد بن عرفہ المالکی (۱۲۳۰ھ)، حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر، ۲۲۶/۱
- (iv) المرداوی، علی بن سلیمان، ابوالحسن (۸۸۵ھ)، الانصاف فی معرفۃ الراجع من الخلاف علی مذهب الامام احمد بن حنبل، ۴۹۹/۲
- (۷۶) الزرقانی، شرح الزرقانی، ۴۵۱/۲
- (۷۷) ایضاً، ۱۵۱/۳ فتح الباری، ۳۴۵/۷
- (۷۸) شرح الزرقانی، ۲۷۵/۳ فتح الباری، ۲۷۲/۷ عمدة القاری، ۲۴۵/۱۷
- ☆ فتح الباری علامہ زرقانی کا ایک بہت بڑا اور اہم ماخذ ہے فتح الباری کے حوالہ جات اس شرح میں جا بجا نظر آتے ہیں خاص طور پر فقہی مسائل کے بیان اور استنباط میں فتح الباری علامہ زرقانی کا ایک اہم ماخذ ہے۔ امام زرقانی نے ”قال الحافظ“، ”قال الحافظ فی فتح الباری“، ”قال فی الفتح“، ”قال الحافظ ابن حجر“ جیسے الفاظ کثرت سے استعمال کیے ہیں (دیکھیے: شرح العلامة الزرقانی: ۲/۶۰، ۱۰۲، ۲۳۸، ۳/۸۸، ۹۰، ۱۵۸، ۲۳۶، ۲۵۱، ۲۷۳، ۲۷۵، ۱۹۱/۱، ۱۹۳، ۱۹۱، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۴)
- (۷۹) القسطلانی، المواہب اللدنیہ، ۵۱۱/۱
- (۸۰) الزرقانی، شرح الزرقانی، ۲۳۴/۳

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆